www.emarsiya.com

مرکزِ حق

یہ جو غمِ حسینؑ غریب الدیار ہے
دینِ خدا کا اِس پہ ہی دار و مدار ہے
اس غم کے سامنے غمِ دنیا فرار ہے
یہ غم تو خود علاجِ غمِ روزگار ہے

وہ جس کی زندگی ہے غمِ شور و شین میں
آکر کبھی تو دیکھے عزائے حسینؑ میں

آکر یہاں پہ ملتی ہے بیمار کو شفا
فرشِ عزا پہ ہوتی ہے مقبول ہر دعا
ہوتی ہیں میزبانِ عزادار فاطمہؑ
یہ راستہ ہے گلشنِ جنّت کا راستہ

اِس راستے سے منزلِ عرفاں قریب ہے
آجائے جو یہاں وہ بڑا خوش نصیب ہے

یاں مجلسِ حسینِ علیہ السّلام ہے
یاں ذکرِ خانوادۂ خیر الانام ہے
روحِ کلام صدقۂ علمِ امام ہے
بس یہ کلام ہے جو امام الکلام ہے

عزمِ حسینؑ و مقصدِ کرب و بلا کہیں
بس یہ کلام ہے کہ جسے مرثیہ کہیں

اُجڑی ہوئی بہار کا قصّہ ہے مرثیہ
احساس کی لٹی ہوئی دنیا ہے مرثیہ
زہراؑ کے زخمِ دل کا مداوا ہے مرثیہ
توفیقِ باغبانئ صحرا ہے مرثیہ

پروان یہ چڑھا ہے دعائے بتولؑ سے
زندہ ہے مرثیہ غمِ سبطِ رسولؐ سے

www.emarsiya.com

ذاتی غم و الم سے نکالا گیا اسے
ذکرِ غمِ حسینؑ میں ڈھالا گیا اسے
اس دردِ مشترک سے سنبھالا گیا اسے
کرب و بلا کی راہ پہ ڈالا گیا اسے
جو کربلا کا راز ہے اسکی نظر میں ہے
اس دن سے آج تک یہ مسلسل سفر میں ہے

جاری صداقتوں کا سفر مرثیے میں ہے
اہلِ قلم کا خونِ جگر مرثیے میں ہے
گویا کمالِ عرضِ ہنر مرثیے میں ہے
تاریخ میں نہیں جو اثر مرثیے میں ہے
فصلِ خزاں میں بھی تر و تازہ ہے مرثیہ
فکرِ یزیدیت کا جنازہ ہے مرثیہ

عباسِؑ نامور کی وفا اس کے پاس ہے
بیمارِ کربلا کی دوا اس کے پاس ہے
سیدانیوں کے سر کی ردا اس کے پاس ہے
پیغامِ سید الشہداء اس کے پاس ہے
اعلانِ حق میں کفر سے خائف نہیں ہے یہ
ہمشکلِ مصطفیٰؐ کی اذاں کا امیں ہے یہ

یہ ہے گواہ عفّت و اجلالِ فاطمہؑ
محفوظ اس کے دل میں ہے احوالِ فاطمہؑ
اس کو دعائیں دیتا ہے اقبالِ فاطمہؑ
جزدان مرثیے کا ہے رومالِ فاطمہؑ
سرسبز نخلِ غم ہے یہ طوبیٰ کے سائے میں
یہ جی رہا ہے چادرِ زہراؑ کے سائے میں

ساری صداقتوں کی ضمانت اسی میں ہے
اور مقصدِ حسینؑ کی دولت اسی میں ہے
سارے پیمبروں کی وراثت اسی میں ہے
پیغامِ کربلا کی امانت اسی میں ہے
ذہنوں میں منتقل یہ امانت کریں گے ہم
اور مرثیہ سپردِ سماعت کریں گے ہم

www.emarsiya.com

کچھ لوگ نا اُمید ہیں حسنِ قبول سے — دُوری ہے عارضی غمِ سبطِ رسول ؐ سے
پیدا ہوئی جو قوم دُعائے بتول سے — غافل ہے کیوں فروغِ عزا کے اُصول سے
سرمایۂ فروغِ عزا مرثیے میں ہے
سبطِ نبیؐ کے غم کی جزا مرثیے میں ہے

اہلِ شعور۔ اہلِ قلم ۔ مرثیہ کہو — تازہ رکھو حسینؑ کا غم مرثیہ کہو
جھکنے نہ دو وفا کا علم مرثیہ کہو — رومالِ فاطمہؑ کی قسم مرثیہ کہو
غافل نہ ہوں گے ذکرِ شہِ مشرقین سے
فرشِ عزا پہ عہد کریں گے حسینؑ سے

پھر مرثیے کی شان دوبالا کریں گے ہم — مضبوط پھر سے غم کا حوالہ کریں گے ہم
قصرِ ادب میں پھر سے اُجالا کریں گے ہم — کوتاہیوں کا اپنی ازالہ کریں گے ہم
ہر سال مرثیہ کہیں یہ فرض ہم پہ ہے
قربانیٔ حسینؑ کا یہ قرض ہم پہ ہے

قربانیٔ حسینؑ نے دیں کو بچا لیا — اہلِ ستم سے شرعِ متیں کو بچا لیا
کفّار سے کتابِ مبیں کو بچا لیا — غارتگری سے اہلِ زمیں کو بچا لیا
ربِّ عُلا کا حکم جو ملحوظ ہو گیا!
دیں حشر تک کے واسطے محفوظ ہو گیا

قبضہ کیا تھا دین پہ دُنیا کے واسطے — کوئی خیال ہی نہ تھا عقبیٰ کے واسطے
دن تھے نشاط و عشرتِ بیجا کے واسطے — راتیں تھیں شغلِ ساغر و مینا کے واسطے
دن رات ان کے صرف یہی کاروبار تھے
ہر سمت مے فروش تھے یا مے گسار تھے

www.emarsiya.com

دینِ خدا کی ہوتی تھی تحقیر دم بہ دم   حق کی بگڑتی جاتی تھی تصویر دمبدم
دُنیا کو وہ سمجھتے تھے جاگیر دمبدم   قرآن کی مٹاتے تھے تحریر دمبدم
ہوش و خرد سے کام بھی لیتا نہ تھا کوئی
یعنی خدا کا نام بھی لیتا نہ تھا کوئی

گھُل مل گئیں بُرائیاں اچھائیوں کے ساتھ   نادانیاں جُڑی رہیں دانائیوں کے ساتھ
یوسف کے دوست ملتے رہے بھائیوں کے ساتھ   اور زندگی گزرتی تھی رُسوائیوں کے ساتھ
عزت کا نام لینا ہی دشوار ہو گیا
طرزِ حیات مصر کا بازار ہو گیا

کچھ واسطہ اثر کو نہیں تھا دُعا کے ساتھ   حرص و ہوس کا ربط تھا جرم و خطا کے ساتھ
غیرت کا رابطہ نہ تھا شرم و حیا کے ساتھ   بندوں کا واسطہ نہ رہا کچھ خدا کے ساتھ
آباد تھا جو شہر وہ ویرانہ ہو گیا
جو تھا خدا کا گھر وہ صنم خانہ ہو گیا

طوفانِ حرص و آز میں خود بہہ رہے تھے لوگ   حملے جفا و جور کے بس سہہ رہے تھے لوگ
ماحول بے یقیں تھا جہاں رہ رہے تھے لوگ   اور سچ کو جھوٹ جھوٹ کو سچ کہہ رہے تھے لوگ
حالاتِ حاضرہ پہ کسی کی نظر نہ تھی
اس دور میں کسی کو کسی کی خبر نہ تھی

آبادیوں پہ رنگ ہی ویرانیوں کا تھا   انسانیت پہ دور پریشانیوں کا تھا
دنیا میں رنگ ظلم کی ارزانیوں کا تھا   آئینوں کا مزاج ہی حیرانیوں کا تھا
ہر چند مضطرب تھی پریشاں تھی زندگی
خود اپنے سائے سے بھی گریزاں تھی زندگی

www.elmarsiya.com

بدلا ہوا نظام گلستاں زیادہ تھا ۔۔۔ انسان زندگی سے پریشان زیادہ تھا
پیہم اسیر گردشِ دوراں زیادہ تھا ۔۔۔ پامالیٔ حیات کا امکاں زیادہ تھا
حرص و ہوس میں مائلِ فسق و فجور تھے
وہ خواب سے قریب حقیقت سے دُور تھے

سچّائیوں کا نام بھی لیتا نہ تھا کوئی ۔۔۔ ہوش و خرد سے کام بھی لیتا نہ تھا کوئی
صبر و سکون کا جام بھی لیتا نہ تھا کوئی ۔۔۔ اخلاق کا پیام بھی لیتا نہ تھا کوئی
رنگِ عمل بھی ردِّ عمل سے زیادہ تھا
اور زندگی کا خوف اجل سے زیادہ تھا

بکھرا عجیب رنگ سے شیرازۂ حیات ۔۔۔ انساں بگاڑتا رہا تصویرِ کائنات
سب ہو گئے مقید زندانِ حبِ ذات ۔۔۔ کہتے تھے اور بات، سمجھتے تھے اور بات
غم کا تو ذکر کیا کہ خوشی کا یقیں نہ تھا
المختصر کسی کو کسی کا یقیں نہ تھا

کوشش نہ تھی درستیٔ حالات کے لیے ۔۔۔ دن کے لیے سکوں۔ نہ سکوں رات کیلئے
امکاں نہ کوئی تزکیۂ ذات کے لیے ۔۔۔ تھی کوئی روک ٹوک نہ جذبات کیلئے
ہر کاروبارِ زیست میں وہ نابکار تھے
صحرائے حرص میں شترِ بے مہار تھے

پیدا عجیب صورتِ حالات ہو گئی ۔۔۔ دستِ جنوں سے عقل کو جب مات ہو گئی
دشوار تھی جو بات وہی بات ہو گئی ۔۔۔ سورج چمکتا رہ گیا اور رات ہو گئی
طوفان سے بھی بچ کے وہ ساحل نہ پا سکے
راہیں تمام ہو گئیں منزل نہ پا سکے

www.emarsiya.com

پروا کسی عمل کو مکافات کی نہ تھی
کوئی خبر کسی کو بھی حالات کی نہ تھی
اہلِ ہوس کو فکر کسی بات کی نہ تھی
جو رات دن کی بات تھی دن رات کی نہ تھی
بدعہد تھے۔ کئے ہوئے وعدوں سے پھر گئے
غارت گری میں ان کے شب و روز گھر گئے

ہرگز نہ تھی مکارم اخلاق پر نظر
ہوتا نہ تھا کسی پہ نصیحت کا کچھ اثر
کرلی تھی اختیار شقاوت کی رہ گزر
یعنی کہ اہل خیر پہ حاوی تھے اہلِ شر
فتنہ گری کی قتل کی غارت کی بات تھی
اور اہلِ شر میں صرف شرارت کی بات تھی

اصلاحِ حال کی کوئی صورت نہیں رہی
تبلیغِ دینِ حق کی اجازت نہیں رہی
ایمان کی کسی کو ضرورت نہیں رہی
شر رہ گیا دلوں میں شریعت نہیں رہی
سرگشتۂ خمار شراب غرور تھے
باطل سے وہ قریب تھے اور حق سے دور تھے

جب حد سے بڑھ گیا یہ شقاوت کا سلسلہ
حق کا وقار نرغۂ باطل میں گھر گیا
اشرار پر ہوئی یہ شرارت کی انتہا
قرآن و اہلبیت سے رشتہ نہیں رہا
آخر چلا وہ مرکزِ حق کو خریدنے
بیعت علیؑ کے لال سے مانگی یزید نے

لیکن وہ بدنصیب بھی تھا بدنسب بھی تھا
آدابِ حق سے بے خبر و بے ادب بھی تھا
کمبخت ہر حساب سے ننگِ حسب بھی تھا
اسبابِ دینِ حق کا عدو بے سبب بھی تھا
بے باق کرنا چاہتا تھا اپنے جد کا قرض
وہ کشتگانِ بدر کا بغض و حسد کا قرض

www.emarsiya.com

دُنیا کو سبز باغ دکھاتا رہا یزید — حرص و ہوس کی راہ پہ لاتا رہا یزید
ہر اک کو بیوقوف بناتا رہا یزید — سب کے دل و دماغ پہ چھاتا رہا یزید
پڑھوایا سب سے اپنا قصیدہ یزید نے
سب کا ضمیر و ظرف خریدا یزید نے

لیکن خریدا جا نہ سکا ابن بوتراب — مٹی سیاست اموی کی ہوئی خراب
یہ تھا سوال بیعت بدکار کا جواب — حیدرؑ کی ذوالفقار اور اللہ کی کتاب
منصوبۂ یزید ہی بیکار ہو گیا
سازش کا جو محل تھا وہ مسمار ہو گیا

سازش میں تھے شریک جو مروان اور ولید — تھی ان کی معرفت طلب بیعت یزید
ان سے مدینے والوں کو تھی نفرت شدید — ان کو نظر نہ آتی تھی راہِ صوابدید
سر پر جنوں سوار جو تھا انتقام کا
بڑھتا گیا دباؤ مدینے پہ شام کا

یورش بہت ہوئی جو مدینے پہ شام کی — باطل پہ حق نے آخری حجت تمام کی
یہ تھی اہم ضرورتِ منصب امام کی — لیکن شقی سمجھ نہ سکے بات کام کی
اعلان حق کا ردِ عمل دور تک گیا
یہ سلسلہ چلا ہے تو عاشور تک گیا

آخر ہوئی طلوع جو عاشور کی سحر — وا ہو گئی وہ ظلم و شقاوت کی رہگزر
اعدا پہ ہو سکا نہ نصیحت کا کچھ اثر — آخر لڑائی چھڑ گئی وہ جس کی تھی خبر
مضبوط کر کے اپنا ارادہ حسینؑ نے
اکبرؑ کو اعتماد سے دیکھا حسینؑ نے

www.emarsiya.com

کہنے لگے کہ اے مرے فرزند نوجواں   اُمّت پہ ایسا وقت پڑا ہے کہ الاماں
اب ان پہ مہرباں نہ زمیں ہے نہ آسماں   تم میرے لال ہو مرے کام آؤ میری جاں
بیٹا تمہارا فرض جو ہے وہ ادا کرو
حجّت تمام کرکے تم ان سے وغا کرو

اکبرؑ نے اذنِ جنگ جو پایا حسینؑ سے   میداں میں آئے تیغ دو پیکر لیے ہوئے
جو سورما تھے وہ نہ مقابل ٹھہر سکے   غازی نے رن میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے
رہتے تھے دُور دُور وہ حملے سے شیر کے
آتا نہ تھا قریب کوئی اُس دلیر کے

یہ حال دیکھ کر پسرِ سعد ڈر گیا   اک دم شقی کا خوف سے چہرہ اُتر گیا
تیزی سے اک خیال مگر کام کر گیا   ابن انس کے پاس جو وہ اہلِ شر گیا
لشکر کی اس شقی کو قیادت بھی پیش کی
بغداد و روم و رے کی حکومت بھی پیش کی

اک تھا سنان ابن انس مردِ نابکار   مشہور نیزہ پھینکنے والا تھا بد شعار
ہوتا نہ تھا نشانہ خطا اُس کا زینہار   کرتا تھا فاصلے سے وہ اپنے عدو پہ وار
تھا نیزہ طلائی میں لوہے کا پھل لگا
لوہے کے پھل کے ساتھ تھا پیکِ اجل لگا

جس پر بھی نیزہ پھینکتا تھا اپنے ہاتھ سے   پل بھر میں اجل کرتا تھا فارغ حیات سے
کوئی ستم بعید نہ تھا اُس کی ذات سے   ناآشنا تھا رحم و مروّت کی بات سے
وہ خالی ہاتھ لاش سے منہ موڑتا نہ تھا
دشمن کے پاس نیزہ کبھی چھوڑتا نہ تھا

www.emarsiya.com

تھا جنگ میں سدا سے یہ اس کا طریق کار   آتا تھا زد پہ جب کوئی پیدل کوئی سوار
مکار دور دور سے کرتا تھا چھپ کے وار   کرتا تھا قتل ایک ہی نیزے سے بیشمار
واقف تھے اہل ظلم سب اس بد قماش سے
نیزہ نکال لیتا تھا دشمن کی لاش سے

جس وقت ابن سعد نے دیکھا یہ ماجرا   آیا قریب ابن انس اور یہ کہا
حاکم پہ آج وقت پڑا ہے بہت بُرا   تو ہے دلیر کچھ ہنر جنگ تو دکھا
نزدیک جا کے شیر سے لڑنا محال ہے
تو چل وہ چال جو تری مشہور چال ہے

اکبرؑ سے لڑنے آئے بہادر بڑے بڑے   ان کے قریب پہنچے تو چکرا کے گر پڑے
ہمت نہیں کسی میں جو نزدیک سے لڑے   دو سو جوان قتل ہوئے ہیں کھڑے کھڑے
جس میں بھلا ہو راہ وہی اختیار کر
تو اس جری پہ دُور سے نیزے کا وار کر

بجلی ہے یا دلیر کی تلوار دیکھ لے   کوئی نہیں ہے لڑنے پہ تیار دیکھ لے
یہ فوج ہے کہ ریت کی دیوار دیکھ لے   لشکر میں ہیں شکست کے آثار دیکھ لے
فوجوں میں سر بسر یہ اثر کھلبلی کا ہے!
بیٹا ہے یہ حسینؑ کا پوتا علیؑ کا ہے

آفت میں گھر گئی سپہ شام اس گھڑی   افسر پہ بزدلی کا ہے الزام اس گھڑی
ہوتا ہے نام فوج کا بدنام اس گھڑی   تیرے سوا کسی کا نہیں کام اس گھڑی
اس شیر سے کوئی نہ بچائے گا بس ہمیں
نیزہ ترا نجات دلائے گا بس ہمیں!

www.emarsiya.com

جاہ و جلال و عزت و توقیر لے ابھی　　مال و متاع و منصب و جاگیر لے ابھی
بن کر جو پھر نہ بگڑے وہ تقدیر لے ابھی　　وعدے پہ ٹالتا نہیں تحریر لے ابھی
جو مانگے گا یزید سے تجھ کو دلاؤں گا
تو میرے کام آ میں ترے کام آؤں گا

یوں ابن سعد نے جو دکھائے یہ سبز باغ　　دل میں شقی کے جلنے لگا حرص کا چراغ
زر کی ہوس میں اڑنے لگا عرش پر دماغ　　راضی ہوا وہ لینے کو ظلم و ستم کا داغ
ابن انس نے اپنا ارادہ بدل دیا
نیزے کو تولتا ہوا اک سمت چل دیا

پھینکا شقی نے چھپ کے جو نیزہ دلیر پر　　اکبرؑ کا سینہ توڑ کے زخمی کیا جگر
گھوڑے سے گر کے خاک پہ تڑپا وہ خوش سیر　　ابن انس پہنچ گیا اکبرؑ کی لاش پر
وہ چاہتا تھا سینے سے نیزہ نکال لے
قبل اس کے کوئی لاش کو آ کر سنبھال لے

زور آزمائی کرتا تھا نیزے پہ بار بار　　نیزہ نکل نہ پاتا تھا سینے سے زینہار
کرتا تھا زور صرف وہ ہو ہو کے بیقرار　　کوشش میں کامیاب نہ ہو پایا بد شعار
محروم ہو چکا تھا ستمگر جو اس سے
آخر کو نیزہ ٹوٹ گیا پھل کے پاس سے

ابن انس وہ ٹوٹا ہوا نیزہ لے چلا　　نیزہ کا پھل تو پسلیوں میں پھنس کے رہ گیا
اکبرؑ نے دی حسینؑ کو میدان سے صدا　　لیجے سلام آخری فرزند مصطفےٰ
وا حسرتا کہ باپ سے بیٹا بچھڑتا ہے
بابا ہمارا گلشن ہستی اجڑتا ہے

www.emarsiya.com

اکبرؑ کی اس صدا پہ چلے شاہِ نامدار — ڈھندلی نگاہ سے نظر آئی نہ رہگزار
گرتے تھے بار بار سنبھلتے تھے بار بار — نورِ نظر سے ملنے کو سرور تھے بیقرار
یعقوب کا نصیب تھا ان کی نگاہ میں
گھٹنوں کے بل چلے تھے جو یوسف کی چاہ میں

آخر اسی طرح سرِ میداں پہنچ گئے — مقتل میں وہ بہ حالِ پریشاں پہنچ گئے
اکبرؑ کے پاس اُفتاں وخیزاں پہنچ گئے — لاشِ پسر پہ چاک گریباں پہنچ گئے
کھائی اک اور ضرب دلِ پاش پاش پر
زینب کو دیکھ کر علی اکبرؑ کی لاش پر

رو کر کہا کہ زینب مضطر یہ کیا کیا — کیوں آپ آئیں خیمے سے باہر یہ کیا کیا
قابو رہا نہ آپ کو دل پر یہ کیا کیا — میری حیات میں مری خواہر یہ کیا کیا
اپنے جوان بیٹے کا لاشہ اُٹھاؤں گا
خیمے میں آپ چلیئے وہیں ان کو لاؤں گا

یہ کہہ کے اپنے بیٹے کی جانب نگاہ کی — حسرت سے دیکھی جھک کے وہ تصویر چاند سی
بجھنے لگی حسینؑ کی آنکھوں میں روشنی — لتھڑی تھی خاک و خوں میں شباہت رسولؐ کی
اکبرؑ نے پوچھا حال غریب الدیار کا
رو کر کہا کہ شکر ہے پروردگار کا

کیا پوچھتے ہو حال حسینؑ غریب سے — یہ دن بھی دیکھنا تھا مری جاں نصیب سے
جھک کر پھر اپنے لال کو دیکھا قریب سے — جیسے کہ مل رہے ہوں خدا کے حبیب سے
ماں کی دُعا۔ نبی کی زیارت میں دیکھ لی
نانا کی شکل بیٹے کی صورت میں دیکھ لی

www.emarsiya.com

چوما لبوں کے ماتھے کو پھر احترام سے — نزدیک تھے شبیہ رسولؐ انام سے
گوش آشنا تھے گرچہ خدا کے کلام سے — نکلا نہ کوئی لفظ لبِ تشنہ کام سے
کیا نام دیں گے اہلِ عزا اس ملاپ کو
حسرت سے بیٹا دیکھ رہا تھا جو باپ کو

پھر دیکھا غور سے سوئے فرزندِ نوجواں — بولے کہ ایک بات بتاؤ ہمیں یہاں
سینے پہ ہاتھ کس لیے رکھا ہے میری جاں — اکبرؑ کے لب سے آہ وہ نکلی کہ الاماں!
بیٹے کا ہاتھ شہ نے ہٹایا جو سینے سے
تر ہو گئے امامؑ دو عالم پسینے سے

مت پوچھیے حسینؑ نے دیکھا جو حادثہ — نیزے کا پھل تھا سینے کے اندر پھنسا ہوا
اور درد سے تڑپتا تھا دلبر حسینؑ کا — لیلیٰ نے دیکھا خیمے کے در سے یہ سانحہ
اٹھارہ سال تک جسے پالا تھا پیار سے
قرباں کیا مشیتِ پروردگار سے

گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھے امام دیںؑ — مولا نے اپنی کہنیوں تک الٹی آستیں
نیزے کے پھل پہ ہاتھ رکھا با دلِ حزیں — اک ہاتھ رکھا سینۂ اکبرؑ پہ بالیقیں
یہ دل حسینؑ کا یہ جگر تھا حسینؑ کا
دستِ خدا بھی دستِ نگر تھا حسینؑ کا

حسرت سے اپنے بیٹے کو دیکھا حسینؑ نے — نیزے کے پھل کو سینے سے کھینچا حسینؑ نے
مضبوط کر کے اپنا کلیجہ حسینؑ نے — یہ بار اٹھا لیا تنِ تنہا حسینؑ نے
پیکِ اجل کا وار جو اکبرؑ پہ چل گیا!
نیزے کے پھل کے ساتھ ہی دم بھی نکل گیا!